104486 ـ کیا اولاد کو ان کی پھوپھی سے بچ کر رہنے کا کہے؟!!

سوال

میرے خاوند کی بہن یعنی میری نند کی سابقہ زندگی گناہ اور زنا اور حرام افعال سے بھری ہوئی ہے، اور تقریبا ہم نے اس سے پندرہ برس تك تعلقات ختم کیے رکھے، پھر میرا خاوند اس سے بات چیت کرنے لگا.
اب مجھے اپنی اولاد کے متعلق خدشہ ہے کہ کہیں وہ اس سے متاثر نہ ہو جائے، اس لیے میں نے اپنی اولاد کے سامنے اس کے شرف پر حملہ کیا اور اسے عار دلائی تا کہ میری اولاد اس سے دور رہے، میں نے بچوں کے سامنے کہا: تمہاری پھوپھی تو اپنے ماموں کے ساتھ زنا کرتی رہی اور اس سے جنسی تعلق بنا رکھے تھے، تو کیا اپنی اولاد کو اس سے دور کرنے کے لیے ایسا کرنا جائز ہے ۔ حالانکہ بچے اس سے منقطع رہتے ہیں لیکن مجھے خدشہ ہے کہ میرا خاوند ان پر اثرانداز نہ ہو جائے ۔ تو میں نے اس کے شرف اور عزت پر ہاتھ ڈالا کیا یہ جائز ہے ؟
اللہ تعالیآپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

شریعت اسلامیہ نے لوگوں کی عزت کی حفاظت کی ہے کہ لوگ کسی کی عزت پر حملہ آور نہ ہوں، اس لیے زنا کی حد مشروع ہوئی، اور بہتان کی حد قذف بھی مشروع ہوئی ہے، تا کہ کوئی بھی کسی دوسرے کی عزت پامال کرنے کی جرات نہ کرے، جب اسے علم ہو گا اس کا انجام کوڑے یا موت تك رجم ہے تو وہ اس کے قریب نہیں جائیگا، لیکن اس صورت میں ہی ایسا کریگا جب وہ ذلت و رسوائی اور عار و موت کو طہارت و پاکیزگی اور عزت و سلامتی پر افضل سمجھتا ہو.

اسی طرح کوئی شخص زبانی طور پر بھی لوگوں کی عزت پر حملہ کرنےکی جرات نہیں کریگا جب اسے علم ہو کہ اس کو حد قذف لگائی جائیگی، اس کی گواہی بھی رد کر دی جائیگی، اور وہ فاسق شمار ہوگا، صرف اسی صورت میں کہ وہ باطل پر جرات کرے، اور برائی و سوء اور منکر کو زبان کی طہارت اور عفت پر ترجیح دینے پر راضی ہو.

سوال کرنے والی بہن: آپ نے اپنی نند کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ دو چیزوں سے خالی نہیں:

اول:

آپ کی نند کا جرم شرعی طور پر ثابت نہ ہو، بلکہ صرف لوگوں کی باتیں اور بہتان ہوں.

دوم:

یہ جرم اس پر ثابت ہو چکا ہو.

اور اس جرم کا ثبوت لوگوں کے دعوؤں سے نہیں اور نہ ہی ان کی جھوٹی اور گھڑی ہوئی باتوں سے ہو گا، بلکہ اس کے ثبوت کے لیے کوئی ایك شرعی طریقہ ہونا ضروری ہے تا کہ عزتوں کی حفاظت ہو، اور بے وقوف قسم کے لوگوں کے طعن سے وہ محفوظ رہ سکے، اور محرم مرد وغیرہ کے ساتھ زنا جیسے جرم کے ثبوت کا طریقہ یہ ہے کہ:

1 ـ چار مردوں کی گواہی دینا کہ انہوں نے عضو تناسل کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا ہے جس طرح سرمہ لگانے والی سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے.

2 ـ زانیہ عورت خود اعتراف کر لے کہ اس نے یہ جرم کیا ہے.

دوسری جانب سے اعتراف اس کی دلیل نہیں ہو گی مد مقابل بھی زنا کا مرتکب ہوا ہے، حتی کہ وہ خود اپنے فعل کا اعتراف نہ کر لے.

اس بنا پر اگر تو یہ جرم آپ کی نند کے خلاف ایسا دعوی ہے جو گواہوں کی گواہی سے ثابت نہیں ہو سکا اور نہ ہی آپ کی نند کے اعتراف سے یہ جرم ثابت ہوا ہے تو آپ کا اپنی نند کے متعلق اپنے بچوں کو یہ کہنا بہتان شمار کیا جائیگا، جس کی وجہ سے آپ شرعی حد کی مستحق ٹھرتی ہیں، اس لیے آپ پر لازم ہے کہ آپ اپنے رب سے توبہ و استغفار کریں، اور اپنی اولاد کے سامنے اپنے آپ کو جھوٹا کہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور وہ لوگ جو پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ، اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو، یہ فاسق لوگ ہیں، مگر وہ لوگ جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں یقینا اللہ تعالی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے النور (4).

اور ایك مقام پر اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

جو لوگ پاکدامن بھولی بھالی بایمان عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، اور ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے النور (23).

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جو لوگ آزاد مسلمان اور پاکدامن عورتوں پر طعن کرتے اور ان پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور پھر اس تہمت کے چار عادل گواہ پیش نہیں کرتے کہ انہوں نے ان عورتوں کو ایسا کرتے دیکھا ہے، تو جنہوں نے یہ تہمت لگائی ہے انہیں اسی کوڑے مارو، اور ان کی گواہی ہمیشہ کے لیے قبول مت کرو، یہی لوگ ہیں جو اللہ تعالی کے حکم کی مخالفت کرنے والے ہیں، اور اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری سے نکل کر فاسق بن گئے ہیں "

دیکھیں: تفسیر طبری (19 / 102).

اور شیخ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس آیت میں قولہ تعالی: " یرمون "

کا معنی پاکدامن عورتوں صریح زنا کی تہمت لگانا ہے، یا پھر جو زنا کے ضمن میں آتی ہیں، مثلا پاکدامن عورت کے بچے کا باپ کے نسب سے ہونے کی نفی کرنا؛ کیونکہ اگر وہ اپنے باپ کا نہیں تو پھر زنا سے ہوا، اور یہ بہتان ہے جس پر اللہ سبحانہ و تعالی نے تین احکام واجب کیے ہیں:

اول:

بہتان لگانے والے کو اسی کوڑے مارنا.

دوم:

اس کی گواہی قبول نہ کرنا.

سوم:

اس پر فاسق ہونے کا حکم لگانا.

اگر یہ کہا جائے: اس " یرمون المحصنات " کا معنی اور تفسیر صریح زنا کی تہمت لگانے یا اس کے مستلزمات یعنی نسب کی نفی کے معنی کی قرآن مجید میں دلیل کہاں ہے ؟

تو اس کا جواب یہ ہے:

قرآن مجید میں اس پر دو قرینے دلالت کرتے ہیں:

پہلا قرینہ:

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

پھر وہ چار گواہ نہ پیش کر سکیں .

یہ یرمون المحصنات یعنی پاکدامن عورتوں پر بہتان لگانے کے الفاظ کے بعد آیا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ بہتان میں سے کوئی ایسی چیز نہیں جس کا ثبوت چار گواہوں پر موقوف ہو، صرف زنا ہی ایسی چیز ہے جس کے لیے چار گواہ ہونا ضروری ہیں.

اور جو یہ کہے کہ: لواطت اور بدفعلی کا حکم بھی زنا کا حکم ہے تو یہ احکام لواطت کرنے والے پر بھی جاری کیے جائینگے.

دوسرا قرینہ:

یہ ہے کہ: " المحصنات " پاکدامن عورتوں کا ذکر زانیہ عورتوں کے بعد ہوا ہے، اور وہ اس فرمان میں ہے:

زانی مرد زانی عورت اور مشرك عورت کے علاوہ کسی اور سے نکاح نہیں کرتا . النور (3).

اور فرمان باری تعالی ہے:

زانی عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایك کو سو کوڑے مارو النور (2).

تو محصنات یعنی پاکدامن عورتوں کا زانی عورتوں کے بعد ذکر کرنا ان کی پاکدامنی پر دلالت کرتا ہے، یعنی زنا سے ان کی عفت و عصمت پر دلالت کرتا ہے، اور جو لوگ ان پر تہمت لگاتے ہیں تو وہ ان پر زنا ہی کی تہمت لگا رہے ہیں "

دیکھیں: اضواء البیان (5 / 431).

لیکن اگر آپ کی نند پر یہ جرم چار عادل گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے، یا پھر اس نے خود اس جرم کا اعتراف کیا ہو تو پھر آپ کی نند ایك بہت برے قبیح جرم کی مرتکب ٹھری ہے کیونکہ زنا کبیرہ گناہوں میں شامل ہوتا ہے، اور پھر محرم کے ساتھ زنا کرنا تو اور بھی زیادہ قبیح اور شنیع جرم ہے اور اس کا گناہ عام شخص کے ساتھ زنا سے زیادہ ہے.

ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہر قسم کا زنا حرام ہے، اور محرم کے ساتھ زنا کرنے کی حرمت اور بھی زیادہ شدید اور سخت ہے، اس لیے ہر قسم کے زنا سے اجتناب کرنا چاہیے "

دیکھیں: البحر الرائق شرح کنز الدقائق (8 / 221).

اور ابن حجر الہیتمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مطلق طور پر سب سے زیادہ عظیم زنا محرم کےساتھ زنا کرنا ہے "

دیکھیں: الزواجر عن اقتراف الکبائر (2 / 226).

اور بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ:

جس نے محرم کے ساتھ زنا کیا تو اسے قتل کیا جائیگا چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ، اور جمہور فقھاء کہتے ہیں کہ محرم عورت کے ساتھ زنا کرنے کی سزا وہی ہے جو کسی اجنبی عورت کے ساتھ زنا کرنے کی ہے اس لیے اگر غیر شادی شدہ ہو تو اسے سو کوڑے مارے جائینگے، اور اگر شادی شدہ ہو تو اسے موت تك رجم کیاجائیگا.

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" مسلمان اس پر متفق ہیں کہ جس کسی نے بھی کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کیا اس پر حد لگائی جائیگی، صرف وہ حد کے طریقہ میں مختلف ہیں کہ آیا اسے ہر حالت میں قتل کیا جائیگا یا کہ اسے زنا کی حد لگائی جائیگی، اس میں دو قول ہیں:

اماا شافعی اور امام مالك اور امام احمد ـ ایك روایت میں ـ کہتے ہیں کہ اس کی حد زنا کی حد ہے.

اور امام احمد ـ دوسری روایت میں ـ اور اسحاق اور اہل حدیث میں سے ایك جماعت کہتی ہے کہ ہر حالت میں اس کی حد قتل ہے.

دیکھیں: الجواب الکافی (123).

آپ کی نند پر اس جرم کے ثبوت کے آثار ملنے کی بنا پر آپ نے اس کے حق میں جو کچھ کہا ہے وہ بہتان شمار نہیں ہو گا، لیکن اگر اس نے اپنے اس فعل سے پکی اور سچی توبہ کر لی ہو، یا پھر اس پر شرعی حد ـ اگر کوڑے ہوں ـ لگائی جا چکی ہو ..

اور اگر اس کا جرم ثابت ہو چکا ہو اور اس نے توبہ نہ کی ہو اور نہ ہی اس کو حد لگائی گئی ہو تو آپ کے لیے اپنی اولاد اور دوسروں کو جو اس سے متاثر ہو سکتے ہیں یا اس کے ساتھ رہنے اور اس سے ملنے سے ان کے اخلاق

بگڑ سکتے ہوں انہیں بچنے کا کہنا جائز ہے، اور یہ حرام کردہ غیبت میں شامل نہیں ہو گا، بلکہ یہ جائز غیب میں سے ہے:

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

یہ علم میں رکھیں کہ اگرچہ غیبت حرام ہے، لیکن مصلحت، اور کسی شرعی غرض کی بنا پر یہ جائز ہو جاتی ہے جب اس کے بغیر اس تك پہنچنا ممکن ہو اور یہ چھ اسباب میں سے ایك سبب کی بنا پر جائز ہو گی:

......

چوتھا سبب:

مسلمانوں کو اس کے شر سے بچانا اور انہیں نصیحت کرنا.

دیکھیں: الاذکار للنووی (792).

اس کا سبب شخصی اختلاف نہ ہو بلکہ نصیحت کی غرض سے ایسا کیا جائے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور یہ سب کچھ وعظ و نصیحت اور اللہ کی خوشنودی و رضا کے لیے ہونا چاہیے، نہ کہ کسی انسان کے ساتھ شخصی اختلاف کی بنا، مثلا: ان دونوں کے درمیان عداوت و دشمنی یا حسد و بغض ہو، یا چودراہٹ کا جھگڑا ہو، تو وہ نصیحت ظاہر کرتے ہوئے بات کرے لیکن اس کا باطن میں مقصد اس شخص سےکو ذلیل کرنا اور اس شخص کی عزت پر ہاتھ صاف کرنا ہو تو یہ شیطانی عمل ہے.

" عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے، اور ہر شخص کو وہی کچھ ملے گا جو اس نے نیت کی "

بلکہ نصیحت کرنے والے کا مقصد ہو کہ اللہ تعالی اس شخص کی اصلاح کر دے، اور مسلمانوں کے دین اور دنیا کے معاملہ میں اس شخص کے ضرر اور شر سے اللہ انہیں محفوظ رکھے، اور اس کے لیے وہ جتنا ممکن ہو سکے آسان ترین طریقہ اختیار کرے"

دیکھیں: مجموع الفتاوی (28 / 221).

واللہ اعلم .